www.rahimia.org

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ

رحیمیہ لاہور

بانی : حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری قدّس اللّٰہُ سِرّہٗ السّعید مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیر اعلیٰ : حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد** رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

دسمبر 2023ء / جمادی الاولیٰ/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۵ھ • جلد نمبر 15 ، شمارہ نمبر 12 • قیمت : 30 روپے • سالانہ ممبرشپ: 350 روپے

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی

مدیر: محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- عذاب میں مبتلا یہودیت سے اجتناب کا حکم
- متکبر اور سرمایہ دار کا انجام
- حضرت ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہٗ
- پاکستانی صحافت میں سِفلہ پن کا راج
- اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور و فکر اور مراقبے کی پانچ اقسام
- بیتُ الحِکمَت بغداد؛ خلافتِ بنوعباس دور کا علمی مرکز
- اشرافیہ کا پاکستان
- او آئی سی اور عرب لیگ کا بدلتا ہوا منظر نامہ
- مسئلۂ فلسطین سے متعلق سورت بنی اسرائیل میں اُصولی رہنمائی
- عرب قبائل اور فلسطینی سرداروں کا خلافتِ عثمانیہ کے خلاف کردار
- یہودیت کا صیہونی کردار اور غزہ کے عسکریت پسند
- مسئلۂ فلسطین کو قومی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت
- خانقاہِ رحیمیہ سے وابستہ احباب کا سفرِ حرمین شریفین
- شارجہ بین الاقوامی کتاب میلہ اور ''النَّفَحات'' کی تقریبِ رونمائی
- ادارہ رحیمیہ لاہور میں 17 روزہ ''دورۂ تفسیر قرآن حکیم'' کا انعقاد
- دینی مسائل

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ مسند نشینِ ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ دنیا کے کاموں میں مشغول لوگ جو بازار میں جاتے یا مقدمات میں پھنسے (ہوئے ہوتے) ہیں، وہ اس حال میں اگر پورا خیال اللہ کی طرف رکھیں تو دوسرے (مصروفیت والے) کام پورے نہ ہوسکیں گے۔ پھر (ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی صورت) کیا ہو؟

فرمایا: ''ہاں! یہ درست ہے، مگر جو اس حال میں بھی خیال رکھنے کی کوشش کرتا ہے، خواہ (عملاً) نہ رکھ سکے، وہ ناظرہ خواں (قرآن حکیم کے ایک ایک لفظ کی شناخت کر کے پڑھنے والے) کی طرح زیادہ (اَجرو) ثواب، بوجہ جُہد (ومشقت) کے پاتا ہے''۔

عرض کیا گیا: ثواب سے (اللہ تعالیٰ کا) قرب مراد ہے یا اور کچھ ہے؟ فرمایا:

''ثواب (سے مراد اجرو) ثواب (ہی) ہے، جو اَور مشاغل (یعنی دیگر دُنیوی مصروفیات) سے الگ ہوکر (روحانی مقامات کا) زیادہ خیال کرتے ہیں، وہ گو قرب' زیادہ حاصل کرلیتے ہیں، مگر ثواب' دوسرے (دُنیوی مشاغل کے ساتھ نیکی کا دھیان رکھنے والے ہی) زیادہ پاتے ہیں''۔

(یکم رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ/ 7 جون 1951ء، بروز: جمعرات، مقام: رائے پور)
(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:412، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

عذاب میں مبتلا یہودیت سے اجتناب کا حکم

سورت البقرہ کی آیت 47 سے آیت 103 تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانیوں اور اُن کے بعد مسلسل کتابِ الٰہی تورات کی تعلیمات سے انحراف اور اُس میں تحریفات اور گمراہیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اُن میں انتہائی درجے کا اِنحطاط اور پستی پیدا ہوگئی۔ وہ دینِ حق کی تعلیمات سے اس قدر دور ہوگئے اور ایسے متعدی اجتماعی اَمراض میں مبتلا ہوگئے کہ جن کے ہوتے ہوئے وہ آئندہ انسانیت کی قیادت کے قطعی طور پر اہل نہیں رہے۔

اب اس سورت کی آیت 104 تا 131 میں یہ بات بیان کی جا رہی ہے کہ بنی اسرائیل جب اس قدر بگڑ چکے اور انھوں نے دینِ ابراہیمی حنفی کو ذاتی اور گروہی مفادات کے لیے اس قدر مسخ کر دیا تو ایسی صورت میں اُس محرف شدہ دین کا منسوخ کیا جانا قطعی طور پر ضروری ہوگیا۔ ایسا کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ مدینہ منورہ میں رہنے والے انصارؓ اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اُن سے متأثر تھے، بلکہ بعض منافقین اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی یہودیوں کے زیرِ اثر رہتے تھے۔ اس لیے ضروری قرار پایا کہ اَنصار کی جماعت کو یہودیوں کی مسخ شدہ ذہنیت اور منفی رویوں سے دور رکھا جائے، تاکہ دینِ اسلام کی تعلیمات میں اُن کے خُبثِ باطِن کے اثرات پیدا نہ ہوں اور دینِ حنفی کی تعلیمات خالص رہیں۔ اس لیے پہلا حکم یہ دیا کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا (اے ایمان والو! تم نہ کہو راعِنا):

بعض مسلمانوں نے یہودیوں کے زیرِ اثر آپ ﷺ کو اُن الفاظ کے ساتھ پکارنا شروع کیا جو دراصل یہودی خُبثِ باطِن کے تحت آپؐ کی تنقیص کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اس لیے مسلمانوں کو یہودیوں کی زبان سے نکلنے والے ذومعنی الفاظ و منفی اقوال کے اثر سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ تم یہودیوں والا جملہ ''راعِنا'' مت کہو۔ یہود اس لفظ کو بدنیتی اور مکروفریب سے ایسا کہتے تھے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یہودی آ کر آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت ﷺ کی باتیں سنتے۔ بعض بات جو اچھی طرح نہ سنتے، اس کو مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے: ''راعِنا''، (یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو۔) یہ کلمہ ان سے سن کر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ: یہ لفظ نہ کہو! اگر کہنا ہو تو ''اُنظُرنا'' کہو (اس کے معنی بھی یہی ہیں)۔ اور ابتدا ہی سے متوجہ ہو کر سنتے رہو تو مکرر (دوبارہ) پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود اس لفظ کو بدنیتی اور فریب سے کہتے تھے۔ اس لفظ کو زبان دبا کر کہتے تو ''راعینا'' ہو جاتا (یعنی ہمارا چرواہا)۔ اور یہود کی زبان میں ''راعِنا'' ''احمق'' کو بھی کہتے ہیں''۔

مسلمانوں کو ایسا کرنے سے اس لیے بھی روکا گیا کہ یہودیوں سے ظاہری مشابہت اگرچہ جائز اور مباح اُمور میں ہی کیوں نہ ہو، بسا اوقات ان کی مکمل اتباع کی طرف لے جاتی ہے۔ اس لیے کہ یہودیوں نے دینِ اسلام کو ردّ کرنے کے لیے ایسی خفیہ اور باریک بینی سے دجل و فریب کا جال بچھایا ہوا تھا کہ عام مسلمان یہودیوں کی اس کارستانی کو سمجھ نہیں پاتے تھے اور انھیں ان کے مکروفریب کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ اس لیے یہودیوں سے الفاظ کے چناؤ اور کہنے میں ظاہری مشابہت سے بھی منع کر دیا گیا۔

اسی کے ساتھ مسلمانوں کو یہ حکمت و دانش بھی سکھائی گئی کہ اُن بداَخلاق یہودیوں کی گفتگو کے اصل مقصد پر نظر رکھیں۔ اگر کہیں کسی لفظ کے پیچھے مکروفریب پر مبنی اُن کی کوئی مخصوص غرض کارفرما ہے تو اُس سے قطعی طور پر بچنا اور اپنی حفاظت کرنی چاہیے۔ اس لیے ایسا لفظ استعمال کرنے کے بجائے آپؐ کو اپنی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے تو یہ کہو:

وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا (اور کہو: ''اُنظُرنا''، اور سنتے رہو): یعنی حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ''انْظُرْنَا'' کہو کہ: ''آپ ہماری طرف متوجہ ہوں!''۔ نیز یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ آپؐ کو متوجہ کرنے کے بعد بات کو اچھی طرح سنتے نہیں تھے۔ بار بار آپؐ کو تکلیف دیتے تھے۔ اس لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وَ اسْمَعُوْا، یعنی آپؐ کی بات کو پوری توجہ اور اہتمام سے سنو اور دینِ حنیف سیکھنے کے لیے یہودیوں کی طرف مت دیکھو! بلکہ احکاماتِ الٰہیہ سیکھنے کے لیے صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ کی طرف پوری طرح متوجہ ہوں اور آپؐ کی باتیں صدقِ دل سے سن کر اُن کی اطاعت کرو۔

وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (اور کافروں کو عذاب ہے دردناک): یعنی جب یہودیوں نے تحریف شدہ اور پستی میں مبتلا یہودیت کو نہیں چھوڑا تو وہ عذاب کے مستحق ہوئے اور ذِلت اور رُسوائی میں مبتلا ہوئے۔ اور اگر اب بھی وہ اس مسخ شدہ یہودیت کی دعوت دیتے رہے تو اُن پر دُگنا عذاب انتہائی دردناک شکل میں نازل ہوگا۔

اس آیتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو یہ تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ فساد زدہ مذہبی ذہنیت کا شکار نہ ہوں۔ اس لیے کہ جو قوم اپنے دینی سچے عقائد اور قوانین واحکاماتِ الٰہیہ کو توڑے، اُن کے معاملات، معاشرت اور سماجی زندگی میں بداَخلاقی کی انتہا ہو جائے، سیاسی ذوق فاسد ہو جائے کہ اپنے پرائے کا فرق کرنے کے بجائے انسانیت کا خون بہانا، انھیں وطن سے بے وطن کرنا، جادوٹونے وغیرہ جیسی سحرانگیز چیزوں میں مبتلا ہو جانا، لمبی عمر کی تمنا کرنا، معاہدات کو پسِ پشت ڈال دینا، جھوٹ، بددیانتی اور بدنیتی کو اپنا وطیرہ بنا لینا، ایسی قوم دنیا میں عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوتی ہے۔ یہود و نصاریٰ ان امراض میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔

اب مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ یہود اگر ان امراض میں مبتلا ہونے پر عذاب کے مستحق ہوئے ہیں تو ایسے ہی امراض میں اگر تم مبتلا ہوئے تو تمھارے لیے بھی دردناک عذاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ''تم اپنے سے پہلی اُمتوں (یہود و نصاریٰ) کی ایک ایک بالشت میں اتباع کرو گے''۔ (صحیح بخاری: 7320) اس حدیث کی روشنی میں آج مسلمانوں کو اپنے حالات پر غور و فکر کر کے یہودیوں کی اتباع کرنے کے بجائے صحابہ کرامؓ کی اتباع کرنی چاہیے۔

www.rahimia.org

درسِ حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

متکبر اور سرمایہ دار کا انجام

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ - رضی اللہ عنه - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ''أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ ! كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ. أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ! كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ''. (السُّنن لابن ماجة، حديث: 4116)

(حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں اہلِ جنت کے بارے میں نہ بتاؤں! ہر وہ کمزور اور بے حال شخص جس کو لوگ کمزور سمجھیں۔ کیا میں تمھیں اہلِ جہنم کے بارے میں نہ بتاؤں! ہر وہ سخت مزاج، پیسہ جوڑ جوڑ کر رکھنے اور تکبر کرنے والا''۔)

دینِ اسلام اجتماعیت کا قائل ہے۔ قرآن وسنت کے احکامات سے اِنفرادی اور اجتماعی دونوں اِصلاح مقصود ہوتی ہیں۔ بعض احکام میں شخصی اور اِنفرادی خطاب ہوتا ہے، لیکن اس سے عمومی رہنمائی بھی مراد ہوتی ہے۔

زیرِنظر حدیث میں نبی ﷺ جنّتی اور جہنمی شخص کا تعارف کرا رہے ہیں۔ وہ شخص یا وہ لوگ جن کو مختلف منفی اقدامات اور تدابیر سے معاشرے میں کم تر اور کمزور بنا دیا گیا ہو اور جن کی سیاسی وسماجی حیثیت طبقاتی نظام کے ذریعے بے وقعت کر دی گئی ہو، تو مادہ پرست نظاموں میں ایسے لوگوں کو دُھتکارا اور ناپسند کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے ضعیف اور کمزور لوگ اللہ کے ہاں مقبول اور پسندیدہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی کسی مالی کمزوری کے باوجود کسی کے سامنے اپنی عزتِ نفس کو متأثر نہیں ہونے دیتے۔ ان میں کبر وغرور نہیں ہوتا۔ طبعی طور پر مُنکسِرُ المِزاج ہوتے ہیں، لیکن لوگ اس کو غلط مفہوم میں لیتے ہیں اور ان کا حق ادا کرنے کے بجائے انھیں کم تر سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسے لوگ جنّتی ہوتے ہیں اور ان کے مقابل متکبر لوگ جہنمی ہوتے ہیں۔

اس حدیث کی روشنی میں اس حق پرست جماعت کے لوگوں کی بھی نشان دہی ہوتی ہے جو سرمایہ دارانہ اور متکبرانہ ماحول میں عمدہ اَخلاق اور اجتماعیت کے نظریے کی تعلیم و تربیت کا کام کر رہے ہوتے ہیں، جب کہ ان کے مقابلے پر متکبر اور اقتدار کے نشے میں دُھت طبقہ' ایسے راست باز لوگوں کو کم تر اور کمزور سمجھ کر ان کے ساتھ ظلم و زیادتی والا معاملہ کرتے ہیں۔ ایسے ظلم پسند ماحول میں جو حق پرست اور حق و انصاف کا بول بالا کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں، عموماً ان کی افرادی قوت اور سرمایہ، مقابل قوت کے سرمائے کی بہ نسبت کم تر ہوتا ہے۔ اس لیے مال اور اختیار کے نشے میں مست قوتیں ایسی حق پرست جماعتوں کا ہر ممکن راستہ روکتی ہیں۔ ان کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور بالاتر طبقہ انھیں معاشرے میں بے وقعت بنانے کے لیے کام کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جہنم میں جانے کے کام کرتے ہیں اور ان کے مقابلے پر جن کو کمزور سمجھا گیا ہے، وہ اللہ کے ہاں سچے، مخلص اور جنتی ہیں۔

مولانا قاضی محمد یوسف ، مدینہ منورہ

حضرت ابوثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہٗ قبیلہ بنوقضاعہ کی شاخ ''خُشَین'' سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ اور آپؓ کے والد کے نام میں اختلاف ہے، جب کہ آپؓ اپنی کنیت ''ابوثعلبہ'' سے مشہور تھے۔ آپؓ کی حضور ﷺ سے نسبت اور صحبت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بقول امام ابونعیم اصبہانی: ''آپؓ ''اصحابِ صفہ'' میں سے تھے''۔ آپؓ سے 40 احادیثِ نبویؐ مروی ہیں۔ آپؓ عالم وفاضل اور عابد و زاہد صحابیٔ رسول تھے۔

رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر کی تیاری فرما رہے تھے تو آپؓ خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور پھر رسول اللہؐ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک رہے۔ حضرت ابوثعلبہؓ کو ان کی قوم خُشَین کے پاس داعی اور مبلغِ اسلام بنا کر بھیجا گیا، جس کے نتیجے میں پوری قوم مشرف بہ اسلام ہوگئی۔

حضرت ابوثعلبہؓ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک دفعہ گزارش کی کہ ملک شام میں زمین کا ایک ٹکڑا ان کے نام کر دیا جائے، حال آں کہ شام ابھی تک فتح نہیں ہوا تھا۔ رسول اللہؐ نے صحابہؓ کی طرف متوجہ کر فرمایا: ''کیا تم لوگ اس کی بات سن رہے ہو؟'' حضرت ابوثعلبہؓ نے کہا: ''اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں اس زمین کو ضرور حاصل کر کے رہوں گا''۔ چناں چہ نبی اکرم ﷺ نے شام میں زمین کا ایک ٹکڑا حضرت ابوثعلبہؓ کے نام کر دیا۔ آپؓ نے شام میں اسی جگہ سکونت اختیار کر لی اور وہیں ان کی اولاد نے پرورش اور نشو و نما پائی۔

حضرت ابوثعلبہؓ بہت زیادہ عبادت گزار تھے۔ آپؓ روزانہ رات کو گھر سے باہر نکلتے اور کافی دیر تک اللہ کی مخلوقات زمین و آسمان اور ستاروں وغیرہ میں غور و فکر کرتے۔ پھر واپس لوٹ کر اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑتے۔ آپؓ اپنی وفات سے پہلے اپنے شاگردوں اور متوسلین سے کہا کرتے تھے کہ: ''مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میری موت عام لوگوں کی موت سے الگ تھلگ ہوگی، تم لوگوں کی طرح نہیں ہوگی''۔ ایسا ہی ہوا۔ آپؓ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اور سجدے کی حالت میں روح قبض ہوگئی۔ آپؓ کی صاحبزادی نے اسی وقت آپؓ کو خواب میں دیکھا کہ والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ گھبرائی ہوئی اٹھیں، اپنی والدہ سے معلوم کیا کہ میرے والد کہاں ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ: نماز پڑھ رہے ہیں۔ بیٹی نے پاس آ کر ''ابوجان ابوجان'' کہا، مگر کوئی جواب نہ پا کر آپؓ کو حرکت دی تو آپؓ کا جسم ایک جانب گر گیا۔ گھر والوں کو یقین ہو گیا کہ سجدے کی حالت میں ہی روح قبض ہو چکی ہے۔ یہ واقعہ ۷۵ ہجری میں ملک شام میں پیش آیا۔

آپ کے شاگردوں میں شام کے عظیم محدث وفقیہ حضرت ابوادریس خولانیؒ اور مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں سے ایک بڑے محدث وفقیہ حضرت سعید ابن مسیّبؒ، حضرت مکحول شامیؒ اور حضرت ابوقلابہؒ وغیرہ جلیل القدر تابعین ہیں۔

(اسد الغابہ، اصحاب صفہ، حیات وخدمات، مسند ابوداؤد، جامع ترمذی، طبرانی)

www.rahimia.org

شذرات

پاکستانی صحافت میں سِفلہ پن کا راج

اس وقت ہمارے ملک میں سیاست اور صحافت کے جو حالات جا رہے ہیں، دن بہ دن سنجیدہ طبقوں کی اس سے بیزاری بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جھوٹ، نفاق اور بے اُصولی اس درجے تک پہنچ چکی ہے کہ ایک شریف اور حساس انسان جیسے جیسے حالات و واقعات دیکھتا اور سنتا ہے اور اس پر مقتدر حلقوں اور سیاست دانوں کے رویوں پر غور و فکر کرتا ہے، ویسے ویسے کبیدۂ خاطر ہوتا جاتا ہے۔ اس پر طُرّہ یہ کہ سیاست اور صحافت ایسی ہم مزاج ہوئی ہیں کہ یہ مئے دو آتشہ ہو کر رہ گئی ہیں، لیکن سیاست اور صحافت کے اس پُرآشوب دور میں ایک باشعور آدمی کا جینا بھی لازم ہے۔ بقول شاعر ؏

اس حال میں جینا لازم ہے، جس حال میں جینا مشکل ہے!

گویا ظلمتوں کی آندھیوں میں سچائیوں کی قندیل جلانا ہی اصل مردانگی ہے۔ باشعور اہلِ دل ایسے ہی حالات میں ضمیر کے تقاضوں کو محسوس کیا کرتے ہیں اور حالات پر چالاک طبقوں کی ملمع سازی کے پردے چاک کر کے اپنی چشمِ فراست سے حالات کو بے نقاب اور حقائق کی روشنی میں واقعات کو بے حجاب کر دیا کرتے ہیں۔

متحدہ ہندوستان میں تحریکاتِ آزادی کے دوران ہمارے ہاں اُردو صحافت کا جو ایک معیار قائم ہوا تھا، وہ آزادی، حریت اور بے باکی کا ایک استعارہ بن گیا تھا۔ اُردو کے اخبارات، جرائد اور رسائل نے استعماری نظام کے خلاف مقامی لوگوں کے سینوں میں آزادی کی ایک جوت جگا دی تھی، جس پر فرنگیوں نے یہاں کے اہلِ قلم پر ایسے ایسے ستم ڈھائے کہ بیسویں صدی میں معاصر دنیا کے اندر اس کی مثال ملنا محال ہے۔ اس طرح کی جدوجہد سے اس خطے میں اُردو صحافت کا آغاز نظامِ ظلم کے مقابلے میں عوام کی جنگ لڑنا ٹھہرا تھا، جس کے سبب بیرونی قوتیں اپنا بوریا بستر لپیٹ لے جانے پر مجبور ہو گئی تھیں۔

اس کے برعکس پاکستان میں میڈیا کے ادارے جانب داری، ڈِس انفارمیشن اور عوام دشمن کردار کا استعارہ بن گئے ہیں۔ دراصل پاکستانی میڈیا صحافت نہیں' کاروباری ادارے ہیں۔ ان کا صحافتی اَقدار، جدوجہدِ آزادی اور نظامِ ظلم کے خلاف کوئی کردار نہیں ہے۔ ہمارے صحافتی اداروں بہ شمول پرائیویٹ چینلز کے بیش تر مالکان پراپرٹی ٹائیکون ہیں۔ انھوں نے ایک طرف بڑی بڑی ہاؤسنگ سکیموں کے تحت سوسائٹیاں بنا رکھی ہیں اور دوسری طرف ملک کے طول و عرض میں ان کا پراپرٹی کا وسیع کاروبار ہے۔ وہ صحافتی اَقدار کے تحفظ کے نام پر اپنے کاروبار کے لیے کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتے۔ وہ ؏

چلو تم اُدھر کو، ہوا ہو جدھر کی

کے اصول پر کاربند ہیں۔ بس وہ اپنے خبرنامے میں ٹماٹر پیاز کے بھاؤ تاؤ پر چند جملے غریب کے حق میں بول دیتے ہیں، جس سے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ میڈیا عوام کا نمائندہ اور ریاست کے جبر کے مقابلے میں عوام کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ حال آں کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ سرمایہ داری نظام میں میڈیا ہمیشہ اسی نظام کا ساجھے دار ہوتا ہے، جس کی چھتَّر چھاؤں کے نیچے وہ پل بڑھ رہا ہوتا ہے۔ سرمایہ داری نظام میں چینلز طاقت ور طبقوں کے ماؤتھ پیس (mouthpiece) بن کے رہ جاتے ہیں۔ جب بھی کبھی عوام سے نظام کو خطرہ ہوتا ہے تو یہی میڈیا' اس نظام کا اوّلین محافظ ہوتا ہے۔

ملک کے نشریاتی اداروں کی تشکیل' تعلیم و تربیت اور شعوری بیداری کے علی الرغم موجودہ مروّجہ سیاست کے زیرِاثر ہو چکی ہے، جس کے نتیجے میں یہ ادارے ایسی ڈگر پر چل نکلے ہیں کہ ان سے کسی بھلے کی اُمید رکھنا عبث ہے۔ ایسے ہی ہمارے میڈیا میں بیٹھے بعض سیاسی پارٹیوں کے حلیف اینکرز نے گرفتار اور نظروں سے اچانک اوجھل ہو جانے والے افراد کے انٹرویوز کا ایک نیا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، جن کا نہ صرف صحافتی اَقدار بلکہ عام انسانی اَخلاقیات میں بھی کوئی جواز فراہم نہیں کیا جا سکتا، لیکن یہ انٹرویوز دھڑا دھڑ ہو رہے ہیں اور اس پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کی جا رہی۔

ایسے ہی اس ملک کی سیاست محض داؤ گھات کا کھیل ہو کر رہ گئی ہے کہ کون سی پارٹی کس موقع پر کون سا داؤ کھیل کر مخالف کی ساکھ کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ سیاست دانوں نے اپنے مدِمقابل کا سیاست کے میدان میں مقابلہ کرنے کے بجائے ایک دوسرے کی خانگی اور نجی زندگی میں تاک جھانک شروع کر رکھی ہے۔ یہ موضوعِ سخن ہمارے میڈیا کے سب بیانیوں پر غالب آتا نظر آ رہا ہے۔ جیسے عوام کے سارے مسائل حل ہو گئے ہیں، صرف یہ مسئلہ باقی رہ گیا ہے، جسے فی الفور حل کرنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ ایسی منفی سیاست کی بھٹّی کو ہمارا میڈیا مسلسل ایندھن فراہم کر رہا ہے۔

ہماری سیاست اور صحافت کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ اس میں اَور سب کچھ ہے، مگر نہیں ہے تو عوام کہیں بھی نظر نہیں آتے۔ ہمیں روزمرہ خبروں میں الیکشن کمیشن، عدالتیں، نگران حکومت اور پارٹیاں چھوڑنے والے لیڈروں کی خبریں اور ان کے اعترافی بیانات اور پریس کانفرنسز کی بھرمار ہے۔ ان سب کے درمیان عوام کیا چاہتے ہیں؟ ان کا کہیں ذکر نہیں ہے، بلکہ انھیں استعماری دور کی طرح ڈنڈوں سے ہانکا جا رہا ہے۔

ہمارے سیاست دانوں کے ہاں قومی اور اجتماعی مقصدیت کا ہمیشہ فقدان اور محض اقتدار کا حصول سرِفہرست رہتا ہے۔ آج بھی ایک پارٹی کو اقتدار کے سِنگھاسَن تک پہنچنے کے لیے پورے پورے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں، لیکن ان کے اتحادی' سیاسی بالاخانے میں بیٹھے ہلکی تال پر ڈھولکی بجا رہے ہیں کہ اگر مقتدر قوتوں کا پلان اے فیل ہوتا ہے تو پلان بی میں وہ پورے پورے فٹ ہو جائیں گے۔ ہماری سیاست نے گزشتہ دو ڈھائی سالوں میں کیا کیا کروٹیں لی ہیں؟ اس کا حال بلوچستان سے پی ڈی ایم کے دو اتحادی سیاست دانوں نے اپنے انٹرویوز میں کھول دیا ہے، جس سے بڑے بڑے جُغادری سیاسی پنڈتوں کے قول و فعل کا تضاد طشت ازبام ہو چکا ہے۔ ان حقائق کو جاننے کے باوجود ہماری نوجوان نسل کو خوف اور مایوسی کے بجائے ان تلخ حالات کا زہر پینے اور قوم کے مستقبل کے لیے امرت اُگلنے کی وہ نازک اور جان سوز ذمہ داری اپنے سر لینا ہوگی، جس کی بدولت قوم سماجی تبدیلی کی مشکل گھاٹی کو عبور کرسکنے کے قابل ہو جائے۔ (مدیر)

www.rahimia.org

افکارِ شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

اللہ تعالیٰ کے بارے میں غوروفکر اور مراقبے کی پانچ اقسام

(شاہ صاحبؒ نے ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں غوروفکر اور مراقبے کی پانچ اقسام بیان کی ہیں، جن میں پہلی قسم ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں غوروفکر کرنا ہے۔ اس سے انبیا علیہم السلام نے منع فرمایا ہے۔ اس لیے کہ عام لوگ ذاتِ باری تعالیٰ میں غوروفکر کی طاقت نہیں رکھتے۔ دوسری قسم اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات میں غوروفکر کرنا ہے۔ جسے نبی اکرم ﷺ نے صفتِ ''احسان'' سے تعبیر کیا ہے اور صوفیا اور سالکین کی اصطلاح میں اُسے ''مراقبۂ صفات'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں شاہ صاحبؒ نے قرآنی آیات اور احادیث کے معانی اور مفاہیم میں غوروفکر کرنے کو ترجیح دی ہے۔ گزشتہ شمارے میں 7 آیاتِ قرآنیہ بیان کی گئی ہیں۔ احادیثِ نبویہ کا بیان درجِ ذیل ہے:)

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجَّةُ اللّٰہِ البالِغہ'' میں فرماتے ہیں:

(2۔ صفاتِ باری تعالیٰ میں غوروفکر کرنا)

''جس انسان کو توفیق حاصل ہو، اُسے درجِ ذیل احادیثِ نبویہ ﷺ کے ذریعے سے بھی ذاتِ باری تعالیٰ کی صفات کے بارے میں غوروفکر کرنا چاہیے:

1۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جان لو! تمام لوگ اگر جمع ہو کر تمھیں کسی چیز کا نفع پہنچانا چاہیں تو کبھی کسی چیز کا نفع نہیں پہنچا سکتے، مگر اُس چیز کا جو اللہ نے تمھارے لیے لکھ دی ہے۔ اور اگر وہ سب جمع ہو کر کسی چیز کے ذریعے تمھیں نقصان پہنچانا چاہیں تو کبھی تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر ایسی چیز جو اللہ نے تمھارے لیے لکھ دی ہے۔ قلم اُٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفوں میں لکھا ہوا خشک ہو چکا ہے''۔ (رواہ الترمذی، ابواب القیامہ، حدیث: 2516)

2۔ آپؐ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک رحمت دنیا میں نازل ہوئی ہے، جس کی وجہ سے مخلوق آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم دلی کرتی ہے۔ رحمتِ الٰہی کے ننانوے حصے قیامت کے دن سامنے آئیں گے''۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ: 2365)

پھر ان آیات اور احادیث کے معنی پر اس طرح غوروفکر اور ان کا تصور کرے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کو کسی دوسری چیز کے ساتھ نہ تو تشبیہ دی جائے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی جہت متعین کی جائے، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہونے کا صرف تصور قائم کیا جائے۔ اگر یہ تصور کمزور پڑنے لگے تو دوبارہ اُس آیت اور حدیث کی تلاوت کر لے اور پھر اس کے معنی اور مفہوم کا خوب تصور کرے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ اس مراقبے کے لیے ایسا وقت مقرر کرے کہ جس میں نہ بول و براز کا تقاضا ہو، نہ ہی بھوکا اور غصے کی حالت میں ہو اور نہ ہی نیند اور اونگھ میں مبتلا ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ دل ہر طرح کی بے اطمینانی اور تشویش سے فارغ ہونا چاہیے۔

(3۔ اللہ تعالیٰ کے کائنات میں جاری افعال میں غوروفکر کرنا)

غوروفکر کی تیسری قسم اللہ تعالیٰ کے کائنات میں جاری ظاہری افعال کو سمجھنے کے لیے غوروفکر کرنا ہے۔ اس سلسلے میں یہ آیت اُصولی طور پر رہنمائی کرتی ہے:

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

(3- آلِ عمران: 191) (عقل مند لوگ آسمان وزمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! تُو نے اس کائنات کو بالکل بھی باطل طریقے پر پیدا نہیں کیا۔)

آسمان وزمین میں غوروفکر کرنے کا طریقہ (مثلاً) یہ ہے کہ:

☆ آسمان سے بارش برسنے کے عمل کو اچھی طرح ملاحظہ کرے۔

☆ بارش سے فصلوں اور گھاس پھونس کے اُگنے کے پورے عمل کو ملاحظہ کرے۔

☆ اسی طرح اُس کے اگلے مراحل (انسانوں کے لیے کھانے پینے کی اشیا کے بننے اور جانوروں کے چارے سے متعلق اُمور) میں غوروفکر کرے۔

اس طرح غوروفکر کر کے اللہ تعالیٰ کے احسانات میں غرق ہو جائے۔

(4۔ قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ میں غوروفکر کرنا)

قوموں کے عروج وزوال کے تاریخی ایام میں غوروفکر کرنا، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی قوم کو اعلیٰ اخلاق اور عمدہ کردار کی وجہ سے کیسے بلند کیا اور بداَخلاق اور بدکردار قوم کو کس طریقے سے ذلیل اور پست کیا۔ اس سلسلے میں اُصولی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ قول ہے، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا ہے:

''وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ'' (14- ابراہیم: 5) (اور یاد دِلا اُن کو دِن اللہ کے)

اس طرح انسانی نفس میں دنیا کے تعیّشات کی بے وقعتی اور بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔

(5۔ موت اور اُس کے بعد پیش آمدہ حالات پر غوروفکر کرنا)

موت اور اُس کے بعد پیش آمدہ حالات پر غوروفکر کرنا: اس سلسلے میں اُصولی بات وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اذکروا ھاذم اللذات: الموت'' (مشکوٰۃ، حدیث: 1607)

(لذتوں کو توڑنے والی پر غوروفکر کرو! اور وہ موت ہے۔)

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی یہ تصور کرے کہ:

☆ ایک دن وہ اس دنیا سے کٹ کر ایک اَور جہان میں چلا جائے گا۔

☆ جو کچھ اُس نے اچھے یا بُرے اعمال کیے ہیں، صرف وہی اس کے ساتھ جائیں گے۔

☆ اور اُسے اپنے ہی کیے ہوئے اچھے اور بُرے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی۔

غوروفکر کی یہ آخری دو قسمیں (4 اور 5) تمام قسموں میں سب سے زیادہ مفید ہیں۔ اس لیے کہ اس طرح انسانی نفس دنیا کے نقوش و تصورات کو قبول نہیں کرتا۔ چناں چہ انسان جب دنیا کی مشغولیتوں سے فارغ ہو کر ان چیزوں (قوموں کے تاریخی عروج وزوال اور موت کے بعد کے مراحل) پر گہرا غوروفکر کرتا ہے اور یہ چیزیں اُس کی آنکھوں کے سامنے حاضر رہتی ہیں تو اُس کی بہیمیت ٹوٹتی ہے اور اُس کی ملکیت غلبہ پا لیتی ہے''۔

(أبواب الإحسان، باب: 3، بقيّةُ مَباحث الإحسان)

www.rahimia.org

بیتُ الحِکمَت بغداد؛ خلافتِ بنوعباس دور کا علمی مرکز

ہارون الرشید ایک عادل، علم دوست، علم نواز حکمران تھے۔ اُن کا دورِ خلافت سائنسی، ثقافتی ترقی اور مذہبی رواداری کا حصہ ہے۔ انھوں نے بغداد کو علم وثقافت اور تجارت کے مرکز کے طور پر ترقی دی۔ راتوں کو بھیس بدل کر دارالحکومت کی گلیوں میں چکر لگا کر عوام کے مسائل معلوم کرتے اور پھر ان کو حل کرنے کی تدبیر کرتے۔ ہارون الرشید ہی کے دور میں خلافتِ عباسیہ کے بیرونی ممالک مثلاً چین، فرانس سے سفارتی تعلقات قائم ہوئے۔ اس طرح انھوں نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر نمایاں کام کیا۔

خلیفہ ہارون الرشید کے کارناموں میں سے اہم ترین کارنامہ ''بیت الحکمت بغداد'' کا قیام ہے۔ آغاز میں تو یہ خلیفہ کی ذاتی لائبریری تھی، لیکن کچھ عرصے بعد اسے عوامی لائبریری، بلکہ اکیڈمی بنا دیا گیا۔ پھر رفتہ رفتہ ''بیت الحکمت'' اپنے دور میں دنیا کی سب سے بڑی لائبریری، سب سے بڑا ریسرچ سنٹر، سب سے جدید رصد گاہ اور پہلی بین الاقوامی یونیورسٹی بنی۔ اس طرح آٹھویں صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک دنیا کا سب سے بڑا تعلیمی وتہذیبی اور تحقیقی مرکز بنا۔ انتہائی قابل ماہرینِ فن کو ''بیت الحکمت'' کے لیے منتخب کیا جاتا۔ قابلیت کے سامنے مذہب اور عقیدے کی کوئی قید نہ تھی۔ عیسائی، ہندو اور پارسی فضلا نے اس ادارے کے لیے گراں بہا خدمات سرانجام دیں۔ پوری دنیا کے فلاسفر اور سائنس دان اس مرکز کی طرف متوجہ ہوئے۔

بہت سی سائنسی وعلمی تحقیقات اسی دور کی مرہونِ منت ہیں۔ انھوں نے دیگر اقوام کے علوم پر مشتمل کتابیں عربی میں ترجمہ کرائیں اور دیگر اقوام کے علوم وافکار سے دنیا بھر کو روشناس کرایا۔ مسلمانوں کے اس دورِ عروج کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ علم کو پوری انسانیت کی میراث سمجھتے ہوئے سائنسی تحقیق کے ذریعے بلاتفریق مذہب وملت کل انسانیت کے لیے علم کو مفید تر بنانے کی کوشش کی گئی۔ اور بین الاقوامی سطح پر علمی ارتقا میں بڑا کردار ادا کیا۔ آج کے سامراجی دور کی طرح علم وتحقیق پر اجارہ داری قائم نہیں کی۔

''بیت الحکمت'' ہی میں ریاضی کے انقلابی تصورات سامنے آئے۔ محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے اسی ادارے میں بیٹھ کر 'الجبرا' اور 'لوگارتھم' کے فن کی بنیاد رکھی۔ ریاضی میں 'صفر' کے عدد کا تصور پیش کیا، جس کا ماخذ ہندوستانی علوم کے تراجم تھے۔ برطانوی یونیورسٹی کے پروفیسر الخلیلی کہتے ہیں کہ: الخوارزمی نے اعشاری نظام متعارف کرایا اور پہلی دفعہ کواڈریٹک ایکویشن (Quadratic Equation) کو حل کرنے کا ایک باقاعدہ فارمولا ایجاد کیا، یعنی ایک ایسا فارمولا جو ایک تبدیل پذیر شئے کی دو درجہ مساوات کو حل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ریاضی کے اس شعبے کا نام 'الجبرا' بھی محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے رکھا، اسی وجہ سے ان کو ''بابائے الجبرا'' بھی کہا جاتا ہے۔

اشرافیہ کا پاکستان

مہنگائی اور کاروبار میں گراوٹ کے حوالے سے گزشتہ مالی سال نے پاکستانی تاریخ کے تمام ریکارڈ توڑ دیے۔ چناں چہ معیشت کی شرح نمو منفی 0.25 رہی اور مہنگائی کی شرح 29 فی صد ریکارڈ کی گئی۔ یہ دونوں اِعشاریے لوگوں میں قوتِ خرید کی کمی اور کاروبار میں سست روی کی نشان دہی کرتے ہیں۔ مزدوروں اور ملازمین کی تنخواہیں یہ کہہ کر نہیں بڑھائی گئیں کہ کاروبار نہیں ہے اور خرچ بڑھ گئے ہیں۔ بجلی، گیس، پیٹرول وغیرہ بڑھ رہے ہیں، اس لیے یوں ہی گزارا کیا جائے۔ اس مہنگائی اور کساد بازاری کے ماحول میں معاشی بقا کے لیے پاکستانی عام عوام نے بڑی قربانیاں دیں۔ چناں چہ خوراک، بچوں کی تعلیم، گھر، سفر وغیرہ پر اخراجات میں کٹوتی ہر گھر کی کہانی ہے۔ ایسے میں یہ سمجھا جاتا رہا کہ ہمارے کاروباری طبقے نے بھی ان حالات میں مشکل سے گزارا کیا، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

''یونی لیور کمپنی''، جس کا دنیا کی بڑی ملٹی نیشن کمپنیوں میں شمار ہوتا ہے، جو روزمرہ کی استعمال کی اشیا کی فروخت کرتی ہے اور ہر گھر میں ان کی مصنوعات موجود ہوتی ہیں، اس کمپنی نے گزشتہ سال 55 فی صد زائد منافع کمایا ہے۔ کمپنی کے مطابق انھوں نے یہ منافع اشیا کی قیمتوں میں اضافے کی بنیاد پر کمایا، نہ کہ اشیا کی مقدار میں اضافہ کر کے۔ ایسے ہی ''اِنڈس موٹرز کمپنی'' نے 50 فی صد گاڑیاں کم بیچیں، لیکن ان کے منافع میں اضافہ 148 فی صد رہا۔ بجلی بنانے کے کارخانے ''حب پاور'' نے 110 فی صد منافع میں اضافہ ریکارڈ کیا۔ ''حب پاور'' کے مطابق بجلی کی قیمتوں میں اضافہ اور بینکوں کی جانب سے شرح سود میں اضافہ اس منافع کی وجہ بنا۔ ''ماڑی پٹرولیم کمپنی'' کے منافع میں 50 فی صد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ بینکوں کے منافع میں بھی ریکارڈ اضافہ ہوا ہے، چناں چہ میزان بینک: 25.5 ارب، ایم سی بی بینک: 19.7 ارب، یونائیٹڈ بینک: 15 ارب، نیشنل بینک: 12.4 ارب کا منافع ریکارڈ کیا۔ اس میں مضحکہ خیز حقیقت یہ ہے کہ اس منافع کا 80 فی صد دیوالیہ کے قریب تر حکومتِ پاکستان کو دیے ہوئے قرضوں کے سود کی مد میں لیا گیا ہے۔ کیوں کہ شرح سود میں اضافے کی وجہ سے پرائیویٹ سیکٹر میں قرض کی طلب کم تر ہو چکی ہے۔

اس مدت کے دوران یہی سرمایہ کار، حکومتِ پاکستان یعنی پاکستانی عوام کے پیسے سے مراعات کا تقاضا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بجلی کے شعبے میں سبسڈی، گاڑیوں کے شعبے میں گاڑیوں کی درآمدات پر پابندی، اسلامک بینک کی صورت میں کھاتہ داروں کو کم شرح منافع، کھاد فیکٹریوں کو سبسڈی، بیرونی سرمایہ کاروں کو درآمدی ڈیوٹیوں اور ٹیکس میں چھوٹ، ٹیکسٹائل کے شعبے میں خصوصی بجلی کے نرخ اور ایکسپورٹ سبسڈی، یہ سب مل کر دراصل ایسے بے مثال منافع کی وجہ بنتے ہیں۔ چناں چہ معلوم ہوا کہ حالات کیسے ہی ہوں، ان کی ہوس میں کمی نہیں آتی اور عوام بے شعوری میں اپنی قسمت کو روتی رہتی ہے۔

www.rahimia.org

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

او آئی سی اور عرب لیگ کا بدلتا ہوا منظرنامہ

عالمی سامراجی طاقتوں نے گزشتہ پون صدی میں خطۂ فلسطین کو بے دریغ ڈھٹائی، بے اعتنائی، سفاکی اور بربریت سے تباہ و برباد کردیا ہے۔ ان کا خون اپنی بے بسی، بے قراری اور لاچاری کا چیخ چیخ کر رونا رو رہا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کی بندر بانٹ کے نتیجے میں جو عرب ریاستیں وجود میں آئی تھیں، وہ سب فلسطینیوں کے قتلِ عام میں برابر کی شریک رہی ہیں، حتیٰ کہ وہ ممالک جو مشرقِ وسطیٰ کا حصہ تو نہیں تھے، لیکن اسلامیت کا ڈھونگ رچا کر اپنے بدنما اور بھیانک چہرے کو مذہب کی آڑ میں چھپائے ہوئے تھے، وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک رہے ہیں۔ انھوں نے بھی فلسطینیوں کے بہیمانہ قتلِ عام میں اپنے عہدوں کے تقاضے خوب نبھائے ہیں۔ صلے میں اپنے سینوں کو انتہائی بدنما خون کے دھبوں سے آلودہ کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج عرب بادشاہوں اور دیگر مسلمان ممالک کے چہروں پر فلسطینی خون نظر آتا ہے۔ انسانی تاریخ شاہد ہے کہ انسانوں کا ناحق بہایا گیا خون کبھی بھی اپنے اثرات مرتب کیے بغیر نہیں رہتا۔

غزہ کی حالیہ صورتِ حال پر او آئی سی اور عرب لیگ کا مشترکہ اجلاس سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں 11/ نومبر 2023ء بروز ہفتہ منعقد ہوا، جس میں متعدد ملکوں کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ محمد بن سلمان نے اپنے خطاب میں کہا: ''سعودی عرب فلسطینی بھائیوں پر حملوں کو مسترد اور ان کی مذمت کرتا ہے''۔ مزید کہنا تھا کہ: ''ہمیں انسانی المیے کا سامنا ہے، جو سلامتی کونسل کی ناکامی کا منہ بولتا ہوا ثبوت ہے۔ اسرائیل کی جانب سے بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی عالمی برادری کی ناکامی ہے''۔ سعودی عرب کی طرف سے اسرائیلی اقدامات کو جارحیت سے تعبیر کرنا بھی اس کے ماضی کے کردار کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ حقیقت میں اسرائیل' سعودی عرب کی سیاسی حمایت اور مالی تعاون سے ہی اپنے وجود کو برقرار رکھے ہوئے تھا۔ اس کے بانی نے اسرائیل کے قیام کے وقت برطانیہ کو یقین دہانی کرائی تھی کہ: ''فلسطین' یہودیوں کے حوالے کرنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں''۔ لیکن آج صورتِ حال یکسر بدل چکی ہے۔ لہٰذا کسی کو ماضی کے کردار میں باندھے رکھنا اور بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں اختیار کردہ پالیسی کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا بھی حقیقت سے نظریں چرانا ہے۔

فلسطینی اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے کہا کہ: ''فلسطینیوں کو 'نسل کُش جنگ' کا سامنا ہے۔ امریکا اسرائیلی جارحیت کو روکے''۔ (بی بی سی، 12/ نومبر 2023ء) فلسطینی اتھارٹی کے سربراہ کا بیان بڑا اہم ہے۔ گزشتہ دنوں جب چینی صدر نے ایران اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات سیدھے کرنے کے بعد محمود عباس کو چین بلا کر اپنی کھلی حمایت کا یقین دلایا تو عالمی خبروں کی زینت بن گئے۔ ان کا کردار بھی اسرائیلی جارحیت کے مقابلے میں انتہائی مخدوش اور مدھم ہوچکا تھا۔ اُردن کے بادشاہ عبداللہ کا کہنا تھا کہ: ''یہ ایک خون ریز جنگ ہے، جسے فوری طور پر روکنا ہوگا، ورنہ پورا خطہ اس کی لپیٹ میں آسکتا ہے''۔ اُردن کی گدی پر ایک ایسے بادشاہ کو بٹھایا گیا تھا جو استعماری مفادات کا محافظ تھا۔ زبان طرازی کی مجال اسی تناظر میں کرسکتا تھا۔ حالیہ بیان بھی بدلے ہوئے حالات کی غمازی کررہا ہے۔ ایرانی صدر ابراہیم رئیسی نے کہا ہے کہ: ''اسرائیلی فوج کو دہشت گرد گروہ قرار دیا جائے۔ غزہ کی جنگ کو پھیلانے کا ذمہ دار امریکا ہے''۔ یہ جرأت یا تو روس کرسکتا تھا یا پھر ایران نے اس دلیری کا مظاہرہ کیا ہے۔ افریقی ملک الجیریا نے تجویز دی ہے کہ: ''اسرائیل سے سفارتی تعلقات ختم کیے جائیں''۔ (TRT اُردو، 12/ نومبر 2023ء) افریقا کے ایک چھوٹے سے ملک کا اظہارِ ہمت بھی علاقائی تبدیلی کی نشان دہی ہے۔

عرب لیگ اور او آئی سی دونوں فورمز کا قیام اسرائیل کے وجود میں لانے سے پہلے اور بعد میں پیدا ہونے والی صورتِ حال کے تدارُک کے لیے تھا۔ اسرائیلی ریاست کے قیام سے عربوں اور عالمِ اسلام میں پائی جانے والی مایوسی، نفرت اور بیزاری کی پردہ پوشی فورمز کے مقاصد میں شامل تھا۔ آلہ کاری کے باعث فلسطینیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کوئی خاطر خواہ کردار ادا نہ کرسکے۔ آج جب ایرانی صدر علاقائی طاقت ور قوتوں کی حمایت اور اپنی جوہری طاقت کے بل بوتے پر شریک ہوئے تو اس اجتماع کا رنگ ہی بدل گیا۔ اگرچہ اس میں شرکا کی کثیر تعداد پُرانے سامراجی کردار کے حامل ملکوں کی تھی، لیکن ان کا ماحول بھی بدلا ہوا تھا۔ اس سے پہلے یہ فورم محض مشرقِ وسطیٰ میں امریکی حمایت اور مخالفت کے حامل ملکوں کے داخلے اور اخراج کی تقریب کا منظرنامہ پیش کرنے کی حد تک رہ گیا تھا۔ بعض صحافتی حلقے اجلاس میں پیش کی گئیں تجاویز اور سفارشات میں اختلافات کے پہلوؤں کو زیادہ نمایاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ استعماری حلقوں کے نمائندہ ہونے کے ناطے خطے میں عدمِ استحکام اور انتشار پھیلانے میں پیش پیش رہے ہیں اور آج بھی اپنے اسی کردار پر مُصر اور کاربند ہیں۔

اسلامی تعاون تنظیم اور عرب لیگ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ فلسطین میں جاری قتلِ عام کو بند کرائے۔ کیوں کہ جب تک فلسطینی عوام کو تحفظ اور امن حاصل نہیں ہوتا، تمام غصب کردہ حقوق واپس نہیں کیے جاتے، اسرائیل سمیت علاقے کے کسی بھی ملک کا تحفظ نہیں ہوسکے گا۔ اسرائیلی حملوں کا دوام علاقائی ہی نہیں، گلوبل امن وسلامتی کے لیے بھی خطرہ ہے۔ بین الاقوامی تعزیراتی عدالت اسرائیل کے جنگی جرائم کی تفتیش مکمل کر کے نتائج کو آشکارا کرے اور تمام حکومتیں اسرائیل کو اسلحہ، ایمونیشن اور کیمیائی اسلحے فراہم کرنا فوری طور پر بند کرائیں۔ غزہ میں امدادی قافلوں کے داخلے کو یقینی بنانے کے اقدامات کا بندوبست کیا جائے۔ بین الاقوامی قانون اور فیصلوں کے دائرۂ کار میں مشرقی القدس سمیت فلسطینی زمین پر، گولان کی پہاڑیوں پر، لبنان کے شیبا فارم ہاؤسز پر، کفرشو پہاڑیوں اور الماری شہر پر اسرائیلی قبضے کے خاتمے اور دو حکومتی حل کے اطلاق کے لیے بین الاقوامی امن کانفرنس کا جلد از جلد انعقاد کر کے تنازعے کے خاتمے کا اہتمام کیا جائے۔

www.rahimia.org

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

مسئلۂ فلسطین سے متعلق سورت بنی اسرائیل میں اُصولی رہنمائی

10/ نومبر 2023ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

''معزز دوستو! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''پاک ذات ہے، جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے، تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے''۔ (17-بنی اسرائیل:1) مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ دونوں مقامات کے گرد و نواح میں ہر وقت اللہ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔ یہ دونوں مراکز ابراہیم علیہ السلام اور آپؑ کی اولاد نے قائم کیے۔ ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والے تمام انبیا علیہم السلام انھی مراکز سے وابستہ رہے۔ پھر ایسی کیا وجہ ہے کہ مسجدِ اقصیٰ اس وقت اس حالت میں ہے کہ مسلمان نہ صرف وہاں جا نہیں سکتے، بلکہ اُس سے تعلق رکھنے والے آج دنیا بھر میں ذلیل و رُسوا ہو رہے ہیں؟ جس فلسطینی سرزمین کے گرد و نواح کی پوری زمین برکت والی ہے، وہاں کے لوگ کیوں قتل ہو رہے ہیں؟

اگر ہم اس مسئلے پر غور و فکر کریں تو قرآن حکیم کی یہ آیات ضرور ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی، جس میں بنی اسرائیل کے لیے ہدایت ہے کہ تم اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا وکیل نہیں بناؤ گے۔ (17-بنی اسرائیل:2) اسی طرح سورت البقرہ میں ارشادِ ربانی ہے کہ ہم نے تم سے میثاق لیا تھا کہ تم آپس میں اپنا خون نہیں بہاؤ گے، یعنی قتلِ انسانیت کا ارتکاب نہیں کرو گے۔ انسانوں کو اپنے وطن سے جلاوطن نہیں کرو گے۔ اس لیے کہ جلاوطن کرنا سیاسی طور پر قتل کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔ ہم نے تم سے میثاق لیا تھا اور تم نے حلف بھی اُٹھایا تھا کہ ہم یہ دو کام نہیں کریں گے، لیکن تم وہ لوگ ہو کہ تم نے اپنے ہی برادرانِ وطن کو گھروں سے جلاوطن کیا۔ اپنے ہی لوگوں کو قتل کیا۔ (2-البقرہ: 85-84) جن اولو العزم پیغمبروں نے انھیں سیدھا راستہ بتانے کی کوشش کی، انھوں نے ان انبیاؑ کو ہی قتل کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برکت والی جگہ 'بیت المقدس' یہودیوں کے لیے عذاب والی جگہ بن گئی۔

انبیا کو قتل کرنے کی وجہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ جب نیک حکمران دنیا سے چلا گیا، تو اُس کے بعد حق حکمرانی نہ رکھنے والے لوگ ملک گیری کے قبضے کی باہمی لڑائیوں میں مبتلا ہو گئے۔ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ ایک کہتا میں بادشاہ، دوسرا کہتا میں بادشاہ ہوں۔ نتیجتاً اللہ نے ان پر عذاب مسلط کیا۔ ایران کے مجوسی ان کے گھروں کے اندر تک گھس گئے۔ ہر بستی، کالونی، ہر قبیلے، برادری میں داخل ہو گئے اور اُن کی مُشکیں کسیں، انھیں ذلیل و رُسوا کیا، ان سے محنت و مشقت کرائی۔ اس سے ان کے دماغوں میں حکمران بننے کا خناس غلامی کے زمانے میں نکل گیا۔ پھر اللہ کے سامنے گڑگڑائے، دعا کی، تو ان کو رہائی ملی۔ پھر نبی کی بات مانی، ایک جگہ اکٹھے ہوئے، اجتماعیت پیدا کی، پھر دوبارہ ''بیت المقدس'' آباد ہوا''۔ (تفسیر طبری)

عرب قبائل اور فلسطینی سرداروں کا خلافتِ عثمانیہ کے خلاف کردار

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے سے پہلی اُمتوں کی ایک ایک بالشت میں اتباع کرو گے''۔ (صحیح بخاری: 7320) تم اپنے سے پہلے لوگوں کی ایسے اتباع کرو گے، جیسے ایک ہاتھ کی بالشت دوسرے ہاتھ کی بالشت کے ہو بہو برابر ہوتی ہے، اسی طرح ہو بہو تم اپنے سے پہلے لوگوں کی اتباع کرو گے۔ یعنی اگر بنی اسرائیل نے فساد مچایا تو تم بھی فساد مچاؤ گے، جس کے نتیجے میں تمھارے گھروں میں بھی لوگ گھس جائیں گے، قتل و غارت گری کریں گے اور تمھیں جلاوطن کریں گے۔

مسجدِ حرام اور بیت المقدس کی پوری تاریخ موجود ہے کہ کہاں کہاں کس کس موقع پر ہر قبیلے کے لیڈر نے حکمران بننے کے لیے اغیار سے تعلقات پیدا کر کے قتلِ انسانیت اور انسانوں کو جلاوطن کے لیے کردار ادا کیا۔ یہ مسئلہ فلسطین آج کی پیداوار نہیں ہے۔ ذرا سو سال پہلے 17-1916ء کی تاریخ اُٹھا کر دیکھیں۔ ایک زمانہ تھا کہ بیت المقدس، مصر، حجاز، بلکہ اکثر عالمِ اسلام ایک ''خلافتِ عثمانیہ'' کے ماتحت تھے۔ اس خلافت نے تقریباً چھ سو سال تک انسانوں کو حقوق دیے، ان کی حفاظت کی۔ انسانوں کی معاشی ترقی کے لیے کردار ادا کیا۔ خاص طور پر حرمین شریفین اور بیت المقدس کے شہریوں کو ترکی سے دُگنا تگنا وسائل پہنچتے تھے۔ مکہ، مدینہ اور فلسطین خوش حال تھے۔

ذرا وسیع منظرنامے میں دیکھیں کہ خلافتِ عثمانیہ کے خلاف عرب قبائل نے برطانیہ کی ایجنٹی کرتے ہوئے وہی کردار ادا کیا، جو یہودیوں نے اپنے زمانے میں کیا تھا۔ اپنی حکمرانی کے لالچ میں عرب اور فلسطین پر برطانیہ کا قبضہ کرانے کے لیے آلہ کاری کا کردار ادا کیا۔ کیا تاریخ ان قبائل کو بھول جائے گی جنھوں نے مکہ، مدینہ اور حجاز کے گورنر غالب پاشا کے خلاف بغاوت کی تھی؟ اسی طرح تاریخ میں یہ بھی واضح ہے کہ بیت المقدس اور مسجدِ اقصیٰ پر فلسطینی قبائل اور ان کے لیڈروں نے برطانوی فوج کو قبضہ دلوایا۔ حتیٰ کہ ایک عرب حکمران برطانوی نمائندے کے سامنے ایک وثیقہ لکھ کر دے رہا ہے کہ میں ہزار مرتبہ اعتراف کرتا ہوں کہ ''**لا مانِعَ عِندی مِن إعطاءِ فلسطین للمساکین الیھُود أو غیرھم، کما تَراہ بریطانیا، الّتی لا أخرُجُ عن رأیھا، حتّٰی تُصبحُ السّاعۃُ**''. (فلسطین، مسکین یہودیوں یا کسی اَور کو دینے میں میرے نزدیک کوئی ممانعت نہیں ہوگی۔ برطانیہ جیسے چاہے، ویسا کرے۔ میں اُن کی رائے سے باہر نہیں جاؤں گا، یہاں تک کہ صبح قیامت ہو جائے۔) اس طرح ان عرب قبائل نے ترکوں سے بغاوت کی، ان کا قتل کیا۔ خود اپنے عرب قبائل کا قتل کیا۔ اگر سیاسی شعور کی بنیاد پر انسانیت کی بقا کے لیے کوئی تحریک اُبھری، اُس کو بھی انھوں نے تباہ و برباد کیا۔ قومی آزادی کی جدوجہد کرنے والی جماعتوں کو پنپنے نہیں دیا۔ فرقہ پرستی اور مذہبی گروہیت کے نام پر دوسروں کے ایجنٹ بن کر فلسطین میں قتلِ عام کی وہ روایت برقرار رکھی، جو یہودیوں نے کی تھی۔ اپنے گریبان میں بھی جھانکو کہ آج فلسطین میں قتل و غارت گری کی اصل وجہ کیا ہے؟!''۔

www.rahimia.org

یہودیت کا صیہونی کردار اور غزہ کے عسکریت پسند

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’مشرقِ وسطیٰ میں آج وہی نسلیں سزا بھگت رہی ہیں، جن کے لیڈروں نے ذاتی خواہشات اور مفادات کے لیے فلسطین کو برطانیہ کے قبضے میں دیا۔ برعظیم پاک و ہند میں بھی وہی نسلیں سزا بھگت رہی ہیں، جن کے آباؤ اجداد اور لیڈرشپ نے برطانیہ کو یہاں مسلط کرنے کے لیے کردار ادا کیا۔ جب کہ عام لوگوں کا جرم یہ ہے کہ انھوں نے ان جاگیرداروں اور اُن کی اولادوں کو اپنے اوپر مسلط رکھا۔ ان کو ووٹ اور نوٹ دیا۔ ان کے لیے ’’قدم بڑھاؤ ہم تمھارے ساتھ ہیں‘‘ کے نعرے لگائے۔ اس سے توبہ کی ضرورت ہے۔

صیہونیت نے تو آ ئینی کرنی ہی ہے، وہ تو اللہ کے عذاب میں مبتلا ہے۔ مذہبِ یہودیت کے بارے میں تو اللہ نے فرما دیا تھا: ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی گئی ہے۔ یہ قیامت تک سیاسی طور پر ذلیل اور معاشی طور پر مسکین رہیں گے۔ اس ذلت سے نکلنے کے دو ہی آپشن قرآن نے بیان کیے ہیں: 1۔ مسلمان ہو جائیں اور اللہ کی رسّی پکڑ لیں، اللہ کی تعلیمات پر عمل کریں، 2۔ اور اگر اللہ کی رسّی نہیں پکڑی، دوسری انسانی قوم کی رسّی پکڑ کر کامیاب ہوں گے۔ خود ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ (3- آل عمران: 112)

ایک ہے صیہونیت اور ایک ہے مذہبِ یہودیت۔ جو صحیح اور سچا مخلص یہودی ہے، وہ آج بھی صیہونیت کے خلاف سراپائے احتجاج ہے۔ اس طرح یہ مذہبی لڑائی تو نہ ہوئی، بلکہ لڑائی اُس صیہونیت کی ہے جو برطانیہ اور امریکا کا ایجنٹ ہے۔ دوسری طرف ستاون مسلمان ملکوں کے حکمران بھی اپنی حکمرانی کی خواہش دل میں دبائے ہوئے بین الاقوامی طور پر مسلمانوں کے قتلِ عام میں شریک ہیں۔ وہ اپنے اپنے ملک میں بھی حکمرانی کی جنگ اور لڑائی میں اپنے اپنے عوام کو قتل کروانے کے درپے ہیں۔ کوئی جمہوریت کے نام پر، کوئی بادشاہت کے نام پر خونی سیاست کر رہا ہے۔ عوام کے آزادی اور حریت کے جذبے کو دبانے کے لیے آمریت مسلط کیے ہوئے ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ اتنا بڑا فلسطین ہے، یروشلم کا وہ آدھا حصہ، جو فلسطین کا دار الحکومت ہے، وہاں سے تو کبھی تشدد نہیں بھڑکتا۔ فلسطینی اتھارٹی کے حکمران محمود عباس کو اقوامِ متحدہ نے بھی تسلیم کیا ہوا ہے، دنیا بھر کے آزاد ملکوں نے بھی اُس کو عزت و احترام دیا ہوا ہے، اس کی بات غزہ کی یہ سولہ لاکھ کی آبادی ماننے کے لیے کیوں تیار نہیں؟ جب کہ وہاں ایک اسلام کے نام پر بنائی جانے والی تشدد پسند پارٹی کا لیڈر حکمران بننا چاہتا ہے اور اپنی ہی قوم کو قتل کرانے کے درپے ہے۔ جب فلسطینیوں کی اکثریت ایک طرف ہے، اور اُس کے لیڈر کو دنیا کسی درجے میں تسلیم کرتی ہے، ایک معاہدے کے تحت فلسطینی اتھارٹی وجود میں آئی ہے، سیاسی طاقت تو اُس کے ذریعے سے حاصل ہوگی۔

اگر مسلمانوں نے عسکریت پسندی یا جنگ کی بنیاد پر سامراج کو فتح کرنا ہی تھا تو اس کا ایک ہی موقع تھا کہ چھ سو سالہ پُرانی ’’خلافتِ عثمانیہ‘‘ کے ساتھ مل کر فتح حاصل کرتا، لیکن اس کے خلاف تو غداری کا ارتکاب کیا۔ آج کس بل بوتے پر ایک چھوٹا سا ملک عسکریت کی بنیاد پر فتح حاصل کرنا چاہتا ہے؟‘‘

مسئلۂ فلسطین کو قومی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’فلسطین کو قومی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو وہاں رہنے والا قدیم زمانے کا یہودی بھی، قدیم زمانے کا عیسائی بھی، قدیم زمانے کا مسلمان بھی، وہ سب ایک قوم ہیں۔ اس خطے میں مذہب کی بنیاد پر لڑائی پیدا کرانا فلسطینی قومیت کی تباہی اور بربادی ہے۔ اگر دوسرے مسلمان ملکوں میں بسنے والے تمام مذاہب کے لوگ ایک قوم ہیں، اُن کے پاس نیشنیلٹی ہے تو فلسطین کی قومیت کو محفوظ اور برقرار رکھنے میں کیا رُکاوٹ ہے؟

فلسطینی قومی وحدت کو توڑ کر مذہب کے نام پر ’’حرکۃ المقاومۃ الاسلامی‘‘ (حماس) بنا کر مذہبی جنگ پیدا کی گئی۔ اُس کے نتیجے میں قومی آزادی کا راستہ روک دیا گیا اور یوں آج فلسطین سلگ رہا ہے۔ انسانیت قتل ہو رہی ہے، مظلوم فلسطینی تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ جب تک فلسطینی اس تمام قتل و غارت گری کی ذمہ دار اپنی لیڈرشپ اور حکمران طبقوں سے برأت کا اظہار نہیں کرتے، توبہ نہیں کرتے، فلسطین کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ جب تک وہ صیہونی طاقت اور قوت جو یورپ، امریکا اور برطانیہ کی ایجنٹ بن کر پر وہاں ظلم ڈھا رہی ہے، اُس سے تعلق منقطع نہیں کریں گے، اُس وقت تک مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے۔

جب تک مسلمان سیاسی طور پر قومی اور بین الاقوامی شعور حاصل نہیں کرتا، اُس وقت تک کبھی بھی درست راستہ اختیار نہیں کر سکتا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا ایک گاؤں (Global Village) ہے، جب تک آپ بین الاقوامی سیاست اور اُس کے تاریخی تسلسل کو نہیں سمجھتے، آپ کسی واقعے کا درست تجزیہ نہیں کر سکتے۔ اس کا تعلق پورے عالمی نظام کے اُن کرداروں کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے جنھوں نے پچھلے سوڈیڑھ سو سال سے اس عالمی نظام کو بنانے، اس کو استوار کرنے، اس کے تسلط کو قائم رکھنے کے لیے کردار ادا کیا۔ اسرائیل فلسطین جنگ کا واقعہ بھی اچانک نہیں ہوا۔ اس کے پیچھے عالمی سامراج کا تاریخی کردار ہے۔ وہی ڈوریاں ہلاتا ہے، تاکہ اپنے طے شدہ نتائج تک پہنچنے کے لیے طریقۂ کار وضع کیا جائے۔ قرآن اور حدیث کی تعلیمات ہمیں اس حقیقت کی نشان دہی کرتی ہیں کہ کسی بھی بین الاقوامی مسئلے کو خوب سوچ سمجھ کر، عقل و شعور اور زمینی حقائق کی بنیاد پر، سیاسی تقاضوں اور معاشی مفادات کے تناظر میں سمجھا جائے۔ ان اُمور سے بے اعتنائی سوچ و فکر کی گمراہی پیدا کرتی ہے۔

آج ہمیں دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے قرآنی تعلیمات کو اپنے سامنے رکھنا اور اس کے مطابق اپنی رائے قائم کرنی ہے۔ اپنے شعور کا اظہار کرنا ہے۔ اپنے عملی اقدامات کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن حکیم کو سمجھنے اور اس کے مطابق درست حکمتِ عملی اور طریقۂ کار اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اُن ظالم صیہونی طاقتوں، جن کی پس پشت پر دنیا کی یہ عالمی طاقتیں اور قوتیں ہیں، جن کے ساتھ ان مسلمان ملکوں کے بڑے گہرے مراسم ہیں، اُن کو نیست و نابود اور ذلیل و رُسوا کرے‘‘۔ (آمین!)

www.rahimia.org

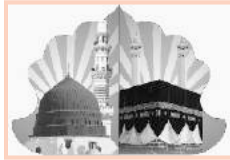

سفرِ حرمین شریفین

خانقاہِ رحیمیہ سے وابستہ احباب کا سفرِ حرمین شریفین

رپورٹ: انیس احمد سجاد ایڈووکیٹ، لاہور

حرمین شریفین کا سفرِ مبارک ایک مسلمان کے دل کی ہمیشہ سے آرزو اور تمنا رہی ہے۔ اور یہ بابرکت سفر اَور بھی پُرلطف اور پُرکیف ہو جاتا ہے، جب مرشدِ کامل اور اُن کی جماعت کی صحبت میسر ہو۔ الحمدللہ! حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ العالی نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے اجل خلفا؛ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر، حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر اور حضرت مولانا قاضی محمد یوسف مدظلہم کے ہمراہ عمرے کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین کے سفر کا ارادہ فرمایا تو خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور شریف کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے متعلقین کے دلوں میں بھی حضرتِ والا اور مرکزی اجتماعیت کی معیت اختیار کرنے کی خواہش مچل اُٹھی۔ اس سعادت کو حاصل کرنے کے لیے احباب کی خواہش شدت اختیار کرنے لگی۔

چناں چہ نہ صرف پاکستان سے، بلکہ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ کے مرکز رائے پور (انڈیا) سے بھی بہت سے احباب نے شرکت کا ارادہ کیا۔ چناں چہ رائے پور سے مولانا مفتی محمد عامر رائے پوری، مولانا محمد صادق دہلوی، مولانا انیس الرحمٰن، مولانا محمد شہزاد مظفرنگری اور دیگر چالیس کے قریب احباب بھی اس مبارک سفر میں شریک تھے۔ نیز دنیا بھر کے دیگر ملکوں؛ دبئ، قطر، یورپ اور امریکا اور سعودی عرب میں موجود احباب بھی عمرہ کے اس مبارک سفر میں شریک ہوئے۔

چناں چہ حضرت مفتی سعید الرحمٰن، حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی، مولانا مفتی محمد مختار حسن، مفتی عبدالقدیر، ڈاکٹر تاج افسر مدظلہم اور مولانا راؤ عزیز احمد' حضرت اقدس مدظلہ کے ہمراہ مؤرخہ 26/ستمبر 2023ء کو لاہور سے ریاض کے لیے روانہ ہوئے، جہاں پر انھوں نے ''معرض الریاض الدولی'' میں عالم اسلام میں چھپی ہوئی کتابوں کی عالمی نمائش میں شرکت کی۔ ریاض میں چار روز کے قیام کے بعد حضرت والا مع احباب کے 3/اکتوبر کو مدینہ منورہ پہنچے۔ اسی تاریخ کو پاکستان اور دیگر ممالک سے بھی تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب احباب نے مدینہ منورہ میں حضرتِ والا کی معیت اختیار کی۔

مدینہ منورہ پہنچتے ہی سب لوگوں نے حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دی اور مواجہہ شریفہ میں کھڑے ہو کر سلام پیش کیا اور پوری جماعت کے لیے خصوصی دعائیں کیں۔ اس کے بعد گیارہ روز تک مدینہ منورہ کے قیام میں تمام احباب نے مشائخ رائے پور کی ہدایت کے مطابق درود شریف کی کثرت رکھی۔ اس مقدس مقام کا احترام دلوں میں رکھا اور نبوی تعلیمات کی عظمت دل و دماغ میں بٹھائی۔ اس دوران احباب نے مسجدِ نبویؐ میں باجماعت نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا اور وہاں کی پُرنور فضاؤں سے مستفیض ہوئے۔ **فالحمدُ لِلّٰہ علیٰ ذٰلک۔**

نمازِ عشا کی ادائیگی کے بعد حضراتِ گرامی سے احباب استفادہ کرتے، جس میں حرمِ نبویؐ کے احترام و محبت، عمرہ کے احکام و مسائل اور حرمین شریفین کے مقدس سفر کے تقاضوں پر حضرت والا اور دیگر مفتیانِ کرام سے نشستیں رہیں۔ اسی دوران مسجد قبا، وادیٔ بدر، اُحد، خندق، مسجدِ قبلتین، سبعہ مساجد اور مدینہ منورہ کی تاریخ پر مبنی میوزیم بھی جانا ہوا۔ شہدائے بدر و اُحد کے مزارات پر حاضری نصیب ہوئی اور حضرت والا نے ان مقامات پر احباب کی مفصل رہنمائی فرمائی کہ جماعتِ صحابہؓ نے کس طرح قربانی دے کر دینِ اسلام کے غلبے کو یقینی بنایا۔ ہر جگہ پر دعائیں کی گئیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق اور دین کے غلبے کی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

14/اکتوبر 2023ء کو حرمِ نبویؐ میں حضرت والا نے مع حضرات و احباب نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مقدسہ پر الوداعی درود و سلام پیش کیا۔ تقریباً 11 بجے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانگی ہوئی اور تمام لوگوں نے ذوالحلیفہ سے احرام کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کی نیت کی اور تلبیہ پڑھتے ہوئے محبت و عقیدت کے ساتھ مکہ مکرمہ کی جانب سفر کیا۔ نمازِ مغرب تک تمام لوگ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور رات 10 بجے حضرتِ اقدس مدظلہ کی معیت میں مسجدِ حرام میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کا دیدار نصیب ہوا۔ اس کی عظمت و احترام سے دل پُر ہو گئے۔ پھر تمام احباب نے مناسکِ عمرہ ادا کیے اور بڑے اہتمام کے ساتھ طواف اور سعی کی۔ پھر حلق کروا کر احرام کھول دیا۔

مکہ مکرمہ میں مشائخ رائے پور کی ہدایت کے مطابق احباب نے زیادہ سے زیادہ طواف کو اپنا معمول بنایا، کہ یہ عبادت صرف بیت اللہ اور مسجدِ حرام میں ہی ہو سکتی ہے۔ احباب نے روزانہ کی بنیاد پر بعد از نمازِ فجر اور بعد از نمازِ مغرب طواف کا معمول بنایا۔ الحمدللہ! تمام احباب نے ''پہلی منزل'' پر ہی طواف کیا۔

مکہ مکرمہ میں بھی مشاعرِ حرم: عرفات (جبلِ رحمت)، مزدلفہ (مسجدِ مشعرِ حرام) اور منیٰ، غارِ حرا، غارِ ثور، مسجد جن، مسجد فتح اور جنت المعلی کی زیارات کی سعادت نصیب ہوئی۔

23/اکتوبر کو طائف جانا ہوا، جہاں پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مزار اور دیگر صحابہ و شہدائے غزوۂ طائف کے مزارات پر حاضری کا موقع ملا۔ طائف سے واپسی پر حضرت والا نے مع احباب میقاتِ حرم ''قرن المنازل''۔ جسے آج کل ''السیل الکبیر'' کہا جاتا ہے۔ سے عمرہ کے لیے احرام باندھا اور بعد از مغرب عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

مؤرخہ 28/اکتوبر کو حضرتِ والا نے احباب کے ہمراہ طوافِ وداع فرمایا اور حرمِ مکی سے رُخصت ہوئے۔ اس کے بعد حضرتِ والا، مفتی عبدالمتین نعمانی، مفتی محمد مختار حسن اور مولانا راؤ عزیز احمد جدہ کے لیے روانہ ہو گئے اور بقیہ تمام احباب پاکستان واپسی کے لیے جدہ پہنچ گئے، جب کہ ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، مفتی عبدالقدیر اور ڈاکٹر تاج افسر 28/اکتوبر کو پاکستان واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت والا 31/اکتوبر کو جدہ سے دَمَام کے لیے روانہ ہوئے۔ دَمَام، الخُبَر اور جُبَیل میں پانچ روزہ قیام کے بعد 6/نومبر کو فجر کے وقت لاہور آمد ہوئی۔ احباب کی کثیر تعداد نے لاہور ائیرپورٹ پر اور ادارہ رحیمیہ لاہور میں پُرتپاک استقبال کیا۔ 7 بجے حضرت والا اور دیگر حضرات نے استقبالیہ نشست میں مختصر گفتگو فرمائی اور اُن کی دعا کے ساتھ نشست کی تکمیل ہوئی۔

www.rahimia.org

SHARJAH INTERNATIONAL BOOK FAIR

شارجہ بین الاقوامی کتاب میلہ اور "النّفحات" کی تقریبِ رونمائی

رپورٹ: سیّد تابش زیدی، دبئی

شارجہ بین الاقوامی کتاب میلے کا 42 واں ایڈیشن یکم/نومبر تا 12 نومبر 2023ء ایکسپوسنٹر شارجہ میں جاری رہا۔ شارجہ بک اتھارٹی کی جانب سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق میلے میں 1.5 ملین کتابیں دست یاب تھیں، جب کہ 109 ممالک سے 2033 پبلشرز نے شرکت کی۔ کتب میلے کے ساتھ پبلشرز کانفرنس کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں دنیا بھر سے پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، ٹرانسلیٹرز اور intellectual property rights کے ماہرین شرکت کرتے ہیں اور کتب کے اشاعتی حقوق کی خرید و فروخت کی جاتی ہے۔

شارجہ انٹرنیشنل بک فیئر کی اس 42ویں نمائش کو سال 2023ء کے لیے نشر و اشاعت کے حقوق کی خرید و فرخت کی سطح پر "دنیا کا سب سے بڑا بک فیئر" قرار دیا گیا ہے۔ بک فیئر میں پبلشرز، مصنّفین اور ادبی شائقین کی میزبانی کی جاتی ہے، جو کتابوں کی نمائش، رونمائی، علمی مباحث اور مختلف ثقافتی تقریبات کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔

اس سال میلے کی خاص بات فلسفہ ولی اللہی کی تفہیم و توضیح کی بنیادی کتاب "النّفحات شرح اللّمحات" کی تقریبِ رونمائی ہے۔ (یہ کتاب عربی زبان میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تصنیف "اللّمحات" کی شرح ہے، جو حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ مصر سے شائع ہوئی ہے۔)

شارجہ انٹرنیشنل بک فیئر کے پلیٹ فارم پر "اللّمحات" کی تقریبِ رونمائی ۲۸/ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ/ 12/ نومبر 2023ء کو ایکسپوسنٹر شارجہ کے 'انٹیلیکچوئل ہال' میں منعقد ہوئی۔ پروگرام کی نظامت کے فرائض شیخ ماجد الکردی المدنی نے انجام دیے۔ ناظم نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی علمی خدمات پر روشنی ڈالی اور "شارجہ بک اتھارٹی" اور "ابن العربی پبلشنگ اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن" کو مبارک باد پیش کی، جن کے تعاون سے عظیم مسلم مفکر کی اس نایاب کتاب کی شرح کو اہلِ علم تک پہنچایا گیا۔ ابتدا میں کتاب کے ناشر اور ابن العربی فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر شیخ ایمن حمدی نے اپنے ادارے "مؤسّسة ابن العربی للبُحوث و النّشر" کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ ان کا ادارہ 14 سال سے شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ اور ان کے سلسلے کے دیگر صوفیا اور علما کی کتابوں پر تحقیقی کام کر رہا ہے۔ ان کا مشن ہے کہ صحیح اور شفاف تحقیق کے بعد اَسلاف کی کتب کو قارئین کے لیے دست یاب کروایا جائے۔

شیخ ایمن حمدی نے کتاب "اللّمحات" کے شارح اور محقق الشیخ مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری کی اس علمی کاوش کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ: "شیخ کی تحقیق اور شرح نے نہ صرف اس قدیم علمی ورثے کی حفاظت کی ہے، بلکہ آج کے دور کی سلیس عربی زبان میں اس شرح نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار کو دورِ جدید کے قارئین کے لیے سمجھنا آسان کر دیا ہے"۔

اس سے پہلے یہ کتاب "رحیمیہ مطبوعات" لاہور سے جنوری 2022ء میں شائع ہوئی تھی۔ "رحیمیہ مطبوعات" لاہور سے اپنے پہلے تعارف کا تذکرہ کرتے ہوئے ایمن حمدی نے کہا کہ: "2022ء کی پبلشرز کانفرنس کے دوران "رحیمیہ مطبوعات" کے نمائندے سے ملاقات ہوئی اور ان کے پاس "اللّمحات" کی شرح دیکھی۔ مجھے اس کتاب کا تعارف پہلے سے تھا، جو بڑے دقیق حقائق بیان کرتی ہے۔ کتاب کی شرح الشیخ عبدالخالق آزاد رائے پوری کی لکھی ہوئی تھی اور کتاب کو پڑھ کر اندازہ ہوا کہ شارح نے نہایت محنت، لگن اور ذمہ داری کے ساتھ اس کتاب پر کام کیا ہے۔ یہ نہ صرف شرح ہے، بلکہ شارح نے شاہ صاحبؒ کی دیگر کتب کے حوالہ جات بھی درج کیے ہیں، جن میں زیرِ بحث موضوع کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ رائے پوری کے علم میں اضافہ فرمائے اور ان کے علم نافع سے دنیا کو مستفید فرمائے۔ میں نے کتاب پڑھتے ہی اس کی اشاعت کا ارادہ کیا اور "رحیمیہ مطبوعات" سے اس کتاب کی اشاعت کے لیے اجازت طلب کی"۔ انھوں نے کتاب کے چند موضوعات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ: "شاہ صاحبؒ کی اصطلاحات ہمارے لیے غیر معروف نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ہم عربی زبان میں "شخصِ اکبر" اور "شخصِ اصغر" کو "انسانِ کبیر" اور "انسانِ صغیر" کے عنوانات سے جانتے ہیں"۔ آخر میں شیخ ایمن حمدی نے حاضرین کو کتاب کے مطالعے کی ترغیب دلائی اور کہا کہ: "ہم کتاب کو مشکل نہ سمجھیں۔ اس کی شرح میں مشکل موضوعات پر تفصیلی دلائل موجود ہیں۔ اس نظریے سے کتاب کا مطالعہ کریں کہ اس میں جو علم اور حکمت کی باتیں ہیں، اگر کسی کو ایک بات بھی سمجھ میں آ گئی تو وہ اس کی زندگی کو درست کرنے اور سلوک طے کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ جیسے قرآن حکیم نے کہا ہے کہ: "جسے حکمت دی گئی اسے خیرِ کثیر عطا کی گئی"۔ (2-البقرہ: 269)

اس تقریب کے دوسرے حصے میں کتاب کے شارح حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری کی تقریر بذریعہ ویڈیو لنک نشر کی گئی۔ حضرت اقدس نے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب "اللّمحات" کے بنیادی مباحث اور بیان کردہ لمحات کے موضوعات کا مختصر تعارف کروایا۔ اس کے بعد مولانا ڈاکٹر تاج افسر (ڈپٹی ڈین فیکلٹی آف اصول الدین بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) کی تقریر بذریعہ ویڈیو لنک نشر کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس کتاب کی شرح کی نوعیت اور شارح کی علمی جامعیت پر بات کی اور اس نادر کتاب کی اشاعت پر "مؤسسہ ابن عربی" کے ڈائریکٹر جناب شیخ ایمن حمدی کو مبارکباد پیش کی۔ آخر میں شیخ ایمن حمدی نے شارجہ انٹرنیشنل بک فیئر کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا، جنھوں نے ہمیں اپنے خیالات کے اظہار اور کتاب کو یہاں پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔

شارجہ بک فیئر میں "رحیمیہ مطبوعات" لاہور کی شائع کردہ دیگر عربی کتب بھی دستیاب تھیں۔

www.rahimia.org

Monthly **RAHIMIA** Lahore CPL No. 59

خوش خبری

ادارہ رحیمیہ لاہور میں

17 روزہ ''دورۂ تفسیر قرآن حکیم'' کا انعقاد

گزشتہ سالوں کے معمول کے مطابق اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کے زیرِ نگرانی 17 روزہ دورۂ تفسیر قرآن حکیم منعقد کیا جا رہا ہے، جس کی تفصیلات درجِ ذیل ہیں:

آغاز: 22/دسمبر 2023ء/ ۸/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۵ھ بروز جمعۃ المبارک

اختتام: 7/جنوری 2024ء/ ۲۴/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۵ھ بروز اتوار

اس دورۂ تفسیر قرآنِ حکیم میں:

1۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بیان کردہ اصولِ تفسیر
2۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے اُسلوبِ تفسیر
3۔ امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے تفسیری نکات

کی روشنی میں قرآنی علوم و معارف کا بیان ہوگا۔

خصوصیات دورۂ تفسیر قرآن حکیم

اس دورۂ تفسیر کی خصوصیات درجِ ذیل ہیں:

☆ قرآنِ حکیم کی سورتوں کے مضامین کا جامع خلاصہ اور اس کے اہم نکات کا بیان
☆ شریعت کے حوالے سے اہم قرآنی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام
☆ اَخلاقی تربیت اور تزکیۂ نفس کے لیے دینی اور روحانی ماحول
☆ قرآن حکیم کے بیان کردہ سیاسی، سماجی، معاشی اصولوں کی نشان دہی
☆ دورِ حاضر کے اہم عمرانی مسائل کے حوالے سے قرآنی افکار سے متعلق آگہی

اس دورۂ تفسیر میں شرکا کی رہنمائی کے لیے ملک بھر کے چنیدہ مفتیانِ کرام، دانشورانِ عظام، پروفیسرز اور ڈاکٹرز حضرات قرآنی موضوعات پر لیکچرز دیں گے۔ موسمِ سرما کی تعطیلات میں دینی مدارس، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز کے طلبا اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے بڑا موقع ہے کہ وہ اس دورۂ تفسیر سے بھرپور استفادہ کریں۔

اس دورۂ تفسیر میں شرائط کے مطابق داخلہ لے کر قرآنی فکر و شعور سے آگہی حاصل کریں۔ دینی تقاضوں کی تکمیل کے لیے روحانی، اَخلاقی اور اجتماعی تربیت کے حوالے سے دینی ماحول کے اس اہم موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

نوٹ: اس دورۂ تفسیر میں شریک ہونے والے احباب اپنی آمد سے قبل ادارہ رحیمیہ لاہور کی انتظامیہ کو ضرور مطلع کریں، تاکہ انتظامات میں آسانی ہو۔ نیز موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لے کر آئیں۔

حافظ محمد شفیق (ناظم دفتر ادارہ) رابطہ نمبر: 0321-6455369

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال ایک دکان دار نے کوئی چیز 300 روپے کی خرید کر آگے بیچنے کے لیے رکھی ہوئی ہے، لیکن اسی دن ہول سیل والے نے اسی چیز کی قیمت میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس صورت میں عام دکان دار وہ چیز کس حساب سے فروخت کرے؟ نیز اگر دکان دار کے پاس سابقہ سٹاک موجود ہے، جس کی قیمت کم ہے، اور جو نیا سٹاک آیا ہے، اس کی قیمت زیادہ ہے؟ اس صورت میں بھی دکان دار کس قیمت پر سودا بیچے؟

جواب دکان دار نے اگر سستی چیز خریدی ہے لیکن بعد میں ہول سیلر نے اس کی قیمت میں اضافہ کر دیا تو اُسے اختیار ہے کہ جس ریٹ پر وہ چیز خریدی ہے، گاہک کی خیر خواہی چاہتے ہوئے اس پر مناسب نفع لے کر بیچے۔ یہ بھی اختیار ہے کہ اس وقت مارکیٹ میں جو اس کا ریٹ ہے، اس کے مطابق بیچے۔ بہرصورت گاہک کی خیر خواہی پیشِ نظر رہنی چاہیے۔

سوال بارات اور ولیمے کی تقریبات میں کالا سوٹ پہننے کے حوالے سے کیا حکم ہے؟ اس کے پہننے میں کوئی ثواب یا گناہ ہے؟

جواب سیاہ لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ کسی خاص عقیدہ یا رسم یا سوگ کی بنیاد پر نہ ہو، نبی کریم ﷺ سے مختلف مواقع پر کالا عمامہ اور چادر پہننا ثابت ہے۔ البتہ آج کل یہ لباس ایک مخصوص عقیدہ رکھنے والوں کا شعار ہے، اس لیے احتیاط بہتر ہے۔ خصوصاً ان ایام میں جن میں وہ خصوصی طور پر کالا لباس پہنتے ہیں۔

سوال میرے پاس ایک پلاٹ ہے، جس کی قیمت اس وقت غالباً 18 لاکھ روپے ہے۔ مذکورہ پلاٹ میں نے تقریباً دو سال قبل لیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ آنے والے وقت میں اس کو اچھی قیمت پر فروخت کر کے کسی دوسری جگہ اپنا گھر خرید لیں گے۔ ویسے تو اپنے ذاتی گھر کی حالت بھی کافی بوسیدہ ہے، اس کی مرمت بھی کروانی ہے۔ بہنوں کی شادیاں بھی ہونے والی ہیں۔ میری خود کی شادی بھی ابھی تک نہیں ہوئی۔ ایک طرف یہ ضروریاتِ زندگی بھی ہیں۔ کیا ان حالات میں ہم پر زکوٰۃ فرض ہے؟ اگر فرض ہے تو کتنی زکوٰۃ ادا کرنی پڑے گی؟ حامد رضا، سیالکوٹ

جواب مذکورہ پلاٹ چوں کہ بیچنے کی نیت سے لیا گیا تھا، اس لیے مالِ تجارت میں شمار ہوگا۔ لہٰذا اس پر سال گزرنے کے بعد حاصل ہونے والے منافع پر ڈھائی فی صد کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی، بشرطیکہ جب پلاٹ فروخت کیا جائے تو اُس کی قیمت ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت کے برابر پہنچ جائے۔

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔